www.Paksociety.com
آج اور کل
پاک سوسائٹی
ڈاٹ کام
www.paksociety.com
www.Paksociety.com

آج اور کل

سعدیہ رئیس

"آؤان رسموں اور فرسودہ روایات کو توڑ ڈالیں۔" سلمان نے اسے راستہ دکھایا۔

"نہیں سلمان! یہ مناسب نہیں ہے۔" نازک سی طاہرہ نے صاف انکار کر دیا۔

"مناسب نامناسب کو دیکھو گی تو خود کو ضائع کر دو گی۔ اپنے خوابوں کو اپنے ہاتھوں مسمار کر دو گی۔" وہ ہلکے سے غصے سے بولا۔

"مگر میں ایسا نہیں کر سکتی، میرے اندر اتنی ہمّت نہیں ہے۔" طاہرہ کمزور لہجے میں بولی۔

"ہمّت پیدا کرو۔ کم ہمتی کا مظاہرہ کرو گی تو لوگ تمہیں پیس دیں گے، اپنے قدموں میں رول دیں گے۔" وہ اسے اکسانے لگا۔

"یہ بات نہیں ہے سلمان! ہمت اور حوصلہ بہت ہے مجھ میں مگر میں پزیٹووے میں اسے استعمال کر سکتی ہوں۔ منفی طریقہ نہیں اپنا سکتی۔" طاہرہ نے اپنا نقطہ نظر واضح کیا۔

"یہ پازیٹو اور نیگیٹیو کی حد بندی لوگوں کی بنائے ی ہوئی اختراع ہے، ورنہ یہی وہ لوگ ہیں جو فیشن بھی اپناتے ہیں۔ مغربی تقلید بھی کرتے ہیں، رسموں سے انحراف بھی کرتے ہیں اور اپنے مقصد و مطلب کے

لیے اپنا نقطہ نظر بھی بدل لیتے ہیں۔ اسی عمل کو اگر کوئی دوسرا کرلے تو یہ لوگ لعن طعن کرتے ہیں۔"

سلمان جذباتی ہو کر بولا تو طاہرہ مسکرا دی۔

"تم بہت اچھا بولتے ہو' میری مانو تو تقریری مقابلوں میں حصہ لینا شروع کردو' یقیناً" پہلا انعام ملے گا یا انتخابات میں حصہ لے لو۔ تاکہ لفظوں کی بازی گری سے لوگوں کے دل جیت سکو۔"

"اور تم بہت خوبی سے بات کو اڑا دیتی ہو' مگر خود پرواز کرتے ہوئے ڈرتی ہو۔" سلمان نے برجستہ چوٹ کی۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں ڈرتی ورتی نہیں ہوں۔" اس کی بات کو اس نے سراسر رد کردیا۔

"پھر۔۔۔ پھر کیا مسئلہ ہے' تم اپنے لیے اسٹینڈ کیوں نہیں لے رہیں؟" وہ الجھ کر بولا۔

"وقت آنے پر اسٹینڈ بھی لے لوں گی' ابھی تو ہمیں اپنی اسٹڈیز پر توجہ دینی چاہیے۔ ابھی ان باتوں کا وقت نہیں آیا۔" اس نے لاپروائی ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

"سب کام ساتھ ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ ایک کام مکمل ہونے کا انتظار کرو گی تو پیچھے رہ جاؤ گی۔ اپنا سب کچھ کھو دو گی۔"

"ابھی معاملہ بہت گرم ہے' ڈیڈی کے انکار کو اقرار میں بدلنا ناممکن ہے۔ ابھی میرا اصرار انہیں اور بھڑکا سکتا ہے' بات کو ٹھنڈا ہونے دو پھر میں دوبارہ کوشش کروں گی۔" اس نے سمجھایا۔

"بے وقوفی مت کرو' لوہا گرم دیکھ کر ہی چوٹ لگائی جاتی ہے معاملہ ٹھنڈا پڑا تو سمجھو ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا ہو گیا تم ابھی اسی معاملے کو بڑھاؤ خواہ مخالفت ہی ہو' مگر تم اپنے موقف کو واضح کردو' اپنی رضامندی اور

پسند کا کھلم کھلا اظہار کردو۔" سلمان نے اسے اکسایا۔ وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"تم مجھے مشکل میں ڈال رہے ہو سلمان۔" وہ پریشان ہو گئی۔

"میں تمہیں مشکل میں نہیں ڈال رہا بلکہ تم نے مجھے مشکل میں ڈالا ہوا ہے۔ میرے دن اور رات کانٹوں بھرے ہو گئے ہیں۔ مجھے ایک پل کا چین نہیں ہے' جب تک فیصلہ میرے حق میں نہیں ہو گا۔ میں یونہی بے قرار رہوں گا میں کسی بھی قیمت پر تم سے دستبردار نہیں ہوں گا۔ سمجھیں۔" اس نے جتا کر کہا۔

"میں چاہتی ہوں کہ معاملہ خوش اسلوبی سے حل ہو جائے۔ اس طرح تو بات بگڑنے کا خدشہ ہے۔" وہ ہچکچا رہی تھی۔

"تمہارے ڈیڈی کے مزاج ہی نہیں مل رہے ورنہ معاملہ اب تک طے ہو چکا ہوتا۔ ہم یکسوئی سے پڑھائی میں مگن ہوتے۔ یہ ساری گڑبڑ تمہارے ڈیڈی کی پھیلائی ہوئی ہے۔" اس نے خود کو بری الذّمہ قرار دے دیا۔

"اچھا تو جناب سراسر بے قصور ہیں۔ تم نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ ہے نا!" طاہرہ نے اس کے پہلو بچانے پر چوٹ کی۔

"میں نے کیا کیا ہے۔ صرف تمہیں چاہا ہے۔ کسی کو چاہنے اور پانے کی تمنا کرنا کیا بہت بڑا قصور ہوتا ہے۔ کوئی کسی کے چاہنے پر پابندی نہیں لگا سکتا' کوئی چکور کو سمجھا سکتا کہ چاند کو نہ چاہے تمہارے اور اس کے درمیان نہ ختم ہونے والا فاصلہ ہے۔" سلمان اپنے جذبوں پر بند باندھنے کو تیار نہ تھا۔

"تم ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو' بھلا چاند اور چکور کا ہم سے کیا مقابلہ؟ ہمارے فاصلے اتنے زیادہ نہیں ہیں جنہیں ہم پاٹ نہ سکیں۔" وہ خوفزدہ ہو کر بولی' سلمان ہنس پڑا۔

"ڈر گئیں نا! بہت ننھا سا دل ہے تمہارا۔ سب ہی لڑکیوں کا ننھا سا دل ہوتا ہے' فوراً" ڈر جاتی ہیں، دل گھبرا جاتی ہیں۔ حوصلہ چھوڑ دیتی ہیں۔ اپنی قیمتی چیزوں کو اپنے ہی ہاتھوں گنوا کر ساری عمر روتی رہتی ہیں۔" سلمان مسکراتے ہوئے بولا۔

"سلمان پلیز۔۔۔" اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"اب تم رونے لگو گی۔ تم لڑکیاں رو بسور کر تو زندگی گزار لیتی ہو مگر اپنے لیے راستہ ہموار کرنے کی کوشش بالکل نہیں کرتیں۔ اپنے حق کے لیے آواز اٹھانے کے بجائے والدین کی انا اور رسموں رواجوں کے آگے بے بس ہو جاتی ہو۔" وہ سخت مشتعل ہو رہا تھا۔

"سلمان پلیز! کول ڈاؤن۔"

"آج اگر ان خود ساختہ رواجوں کی دیواروں کو نہیں توڑیں گے تو آئندہ نسلوں کے لئے' راستہ کیسے ہموار ہو گا۔ ہمارے مذہب نے ہمیں اپنی پسند ناپسند کا اختیار دیا ہے۔ ہم نے اپنی پسند کا اظہار کیا ہے' کوئی جرم نہیں کیا۔" وہ کسی طرح ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔ طاہرہ اس کی جذباتیت پر خائف ہو گئی۔

"تمہیں میرا یقین نہیں ہے کیا' جب میں نے کہہ دیا کہ میں تمہارا ساتھ دوں گی تو پھر تم کیوں اتنے ناامید ہو رہے ہو۔" وہ اسے یقین دلانے لگی۔

"مجھے تم پر اعتماد ہے لیکن ان رسموں اور رواجوں پر اعتبار نہیں۔" اس نے گھاس کے تنکے نوچتے ہوئے کہا اور اک دم اٹھ گیا۔

"آؤ ڈپارٹمنٹ میں چلتے ہیں' بہت دیر ہو گئی۔ ابھی شرارتی ٹولہ ادھر پہنچ گیا تو ناطقہ بند کر دے گا۔" اس نے

اپنے خیالات کو جھٹکنے کی کوشش کی۔ طاہرہ نے خاموشی سے اس کی تقلید کی اور کاندھے پر بیگ ڈال کر اس کے ساتھ چل پڑی۔

* * *

اس نے دن کو رات کو بدلتے دیکھا تھا' اندھیرے کو روشنی میں ڈھلتے دیکھا تھا' اقتدار بدلتے دیکھا تھا مگر اس کے ڈیڈی کے فیصلے کو کوئی نہیں بدل سکتا تھا اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ تقدیر کا فیصلہ بھی کوئی نہیں بدل سکتا۔

ڈیڈی نے حتمی اور آخری فیصلہ دے دیا تھا۔

"میں اس کی بچکانہ ضد پوری نہیں کر سکتا۔ اسے بتا دو کہ میں نے اس کی خاطر کتنے پاپڑ بیلے ہیں۔ پورے خاندان کی مخالفت مول لے کر اسے مخلوط ادارے میں پڑھایا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ اپنی من مانی کرے۔ میں لوگوں کے طعنے نہیں سہہ سکتا۔ سمجھا دو اس کو کہ اس کی شادی اپنے ہی خاندان میں ہو گی۔" وہ سلیمہ بیگم پر چیخ ہی تو پڑے اور ستون سے لپٹی عشق پیچاں کی بیل کو اس نے اضطراری طور پر اپنے ہی ہاتھوں سے مسل دیا۔ اس کی ہر کوشش ناکام رہی تھی۔ اس کی راہیں مسدود تھیں۔ خالہ حمیرا جو اس کی دوست بھی تھیں اور رازدار بھی۔ بالآخر انہوں نے بھی ڈیڈی کے فیصلے کے آگے ہار مان لی۔

"دیکھو طاہرہ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور حد سے آگے خطرہ ہی خطرہ ہوتا ہے۔ معاشرے کے کچھ وضع کردہ اصول ہوتے ہیں۔ ایک منظّم پیمانہ زندگی ہوتا ہے۔ ہماری قدریں ہی ہماری پہچان ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ تم اب نادان نہیں رہی ہو۔ میری باتوں سے بہت کچھ سمجھ جاؤ گی۔" خالہ حیمرا نے بھی طاہرہ کو پسپا ہونے کا مشورہ دیا تو وہ بھڑک اٹھی۔

"اور خالہ! برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے جو میرے اندر ختم ہو چکی ہے۔ میں نہیں مانتی ان رسم و رواج کو، یہ فرسودہ روایات صرف لڑکیوں کو پیچھے رکھنے کے لیے ہی بنائی گئی ہیں مگر اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اب کوئی کسی کا حق نہیں مار سکتا۔ یہ میرا حق ہے اور مجھے اس حق کو استعمال کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا، ڈیڈی بھی نہیں کیونکہ یہ حق مجھے میرے مذہب نے دیا ہے۔" وہ حد درجہ بے خوفی سے بولی۔

"بالکل صحیح ہے کہ یہ تمہارا حق ہے مگر راستہ ہموار کر کے حق استعمال کرنا اچھا لگتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دینا چاہیے۔" خالہ حمیرا نے اپنی سی کوشش کر لی مگر ان کی ہر کوشش رائیگاں گئی۔ سلیمہ بیگم اور احمد صاحب کی ایک عمر کی ریاضت بھی رائیگاں ہو گئی۔ دونوں کا مان ٹوٹ گیا۔ طاہرہ اپنی مرضی سے گھر چھوڑ کر چلی گئی۔ احمد صاحب نے اس دن سے اس پر ہمیشہ کے لیے اپنے گھر کے دروازے کے ساتھ دل کے دروازے بھی بند کر دیے۔

* * *

وہ دن اس کے لیے بہت خوش گوار تھا، اس کی قسمت کا ستارہ عروج پر تھا۔ اس کی چاہت اس کے پاس چلی آئی تھی۔ زمانے سے ٹکرا کے اور رواجوں کو ٹھوکروں میں رکھ کر وہ اس کا ساتھ دینے کے لیے آ گئی تھی۔

"تم نے بہت اچھا کیا طاہرہ! یہ تمہارا بہت بہترین اور بروقت فیصلہ ہے جو تمہیں کبھی ملال اور پچھتاووں کا شکار نہ ہونے دے گا۔" سلمان نے یقین دہانی کروائی۔

"مگر سلمان! مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے۔ لوگ کیا کہیں گے۔ ہمارے بارے میں الٹی سیدھی باتیں بنائیں گے اور میرے شریف والدین کی عزت پر کیچڑ اچھالیں گے۔" وہ اپنے اقدام سے خائف تھی۔

"ارے کچھ نہیں ہوتا۔ کچھ دن دو چار باتیں بنا کر سب بھول جائیں گے اور والدین کو تو اولاد پیاری ہوتی ہے، وہ بھی غصہ ٹھنڈا ہونے پر تمہیں اپنا لیں گے۔ تم کچھ نہ سوچو۔ بس مجھے دیکھو اور مجھے سوچو۔" سلمان نے اسے کچھ سوچنے کا موقع ہی نہ دیا۔

اس نے باعزت طریقے سے اسے اپنا لیا۔ وہ دلہن بن گئی۔ اس کی مانگ میں ستارے بھی سجے، اس کی ہتھیلی پر مہندی بھی رچی۔ سلمان نے اس کے دل سے ہر خلش مٹا دی۔ اپنا پیار دینے کے علاوہ اسے ایک خوبصورت گھر دیا۔ سہولتیں دیں مگر اسے ہر دم ایک احساس زیاں ستاتا رہتا تھا۔ کچھ کھونے کا احساس ہمہ وقت اس کے دل میں رہتا تھا۔ کوئی قیمتی شے، جان سے عزیز، دل سے پیاری۔ شاید اس کے والدین جنہوں نے اس سے پھر دوبارہ کوئی تعلق نہ رکھا تھا یا شاید وہ پیارا گھر جہاں اس کا بچپن بیتا تھا۔ بہت مشکل سے وہ اپنی اداس کیفت سے چھٹکارا پا کر چھوٹی سی معصوم عمیرہ کی شوخیوں اور شرارتوں میں خود کو گم کر لیتی۔ یہ ننھا کھلونا تو اس کی جان تھا جو اسے غم والم سے دور رکھتا تھا۔

نکاح کی تیاریاں ہو چکی تھیں، اسے دو دن قبل مایوں بٹھایا گیا تھا اور اس نے رو رو کر برا حال کر رکھا تھا۔ متورم آنکھوں کو وہ بار بار اپنے حنائی ہاتھوں سے رگڑ کر صاف کر چکی تھی مگر اس کی حالت پر کوئی توجہ نہیں دے رہا تھا حتیٰ کہ سگی ماں بھی نہیں۔ ہو اپنی بات منوانے میں ناکام ہو گئی تھی، اسے اظہار سے شادی نہیں کرنا تھی۔

اظہار اس کی پھوپھی زاد تھا اور اسے نوعمری کے زمانے میں ہی اظہار کے ساتھ منسوب کر دیا گیا تھا۔ عقل و شعور نے پر شور انداز میں اس فیصلے سے اختلاف کیا مگر اس کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ اسے تو اپنا ہم

جماعت اصفر پسند تھا جس نی نرم کو نیلوں سی مسکراہٹ، روشنی بکھیرتی آنکھیں، دھیما لہجہ اور پروقار چال پسند تھی۔ وہ نہ صرف اس کا دوست تھا بلکہ اس کی پسند اور چاہت بھی تھا مگر اس کی خواہش کو فضول ضد قرار دے کر آج اس کا نکاح اظہار کے ساتھ کیا جا رہا تھا اور وہ جو دل میں موہوم سی امید لیے کسی انہونی یا معجزے کی منتظر تھی مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ وہ تو اپنی ناکام محبت کا سوگ منا رہی تھی۔ نکاح گھر پر ہی ہونا تھا اور رخصتی ہال سے ہونا قرار پائی تھی۔ سب لوگ انتظامات اور تیاریوں میں مصروف تھے۔ مہمانوں کی نشستوں اور اسٹیج کی دیکھ بھال کے لیے بھی اس کے کچھ کزنز کو نگراں بنا کر کھڑا کر دیا گیا تھا اور اس کی تمام ہم عمر لڑکیاں رات کی تقریب کے لیے زیور اور کپڑوں میں الجھی ہوئی تھیں۔ نکاح کا وقت قریب آتا جا رہا تھا پھر مولوی صاحب کی آمد بھی ہو گئی۔ طاہرہ بیٹی کے پاس آئی تو کمرہ اسی طرح ساز و سامان سے مزین تھا۔ چاروں طرف پھیلی گلاب کی پیتیاں، عطر کی خوشبوں، سہاگ کو جوڑا، سنہری سینڈل، طلائی جڑاؤ زیورات، کانچ کی چوڑیاں، سنگھار کا سامان، سب ہی کچھ موجود تھا مگر دلہن موجود نہ تھی۔ اس کی بیٹی عمیرہ سب کچھ چھوڑ کر جا چکی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد ہر جگہ چرچا ہو گیا۔

"دلہن کسی کے ساتھ بھاگ گئی۔ لڑکی نے ماں باپ کی ناک کٹوا دی۔" طاہرہ اپنی جگہ ساکت کھڑی رہ گئی۔

آج پھر ایک لڑکی نے روایت سے انحراف کیا تھا۔

دنیا نوا اپنا حق چھین کر دکھایا تھا، اپنا اختیار استعمال کیا تھا مگر آج طاہرہ کو فخر محسوس نہ ہوا۔ اس کا سر شرم سے جھک گیا۔ سلمان کی پیشانی ندامت سے عرق آلود ہو گئی۔ آج اسے فرسودہ روایات کو توڑنے پر کوئی خوشی نہیں ہوئی۔

کیونکہ کل وہ محض ایک مرد تھا اور آج ایک باپ۔ اپنے کیے کا خراج دیتے ہوئے اسے اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ ان ریت اور رسموں کی پاس داری کتنی ضروری ہے۔

کسی روایت کو توڑتے ہوئے رشتوں کے تقدس کو پامالی سے بچانا چاہیے، کہیں یہ نہ ہو کہ آج کے کیے فیصلے پر کل پشیمانی ہو۔

****